اینجانب

شب برات

کرش عوام اب شب برات آئی ہے ؛ مُردون کی جگہ جگہ برات آئی ہے
حلوے بھرے ہر ایک ذبح ؛ حلوے کی بھری ہوئی برات آئی ہے

حضرت شب برات آتے ہی عیاش۔ قلاش مست۔ خانہ فروشوں۔ اور منیہارون کی فیاضی دیکھئے کہ ایک ایک چلتی مہندی اور ایک ایک لاکھی بوری چوڑیون کا جوڑا شہر کی اکثر رنڈیون کے نام حسب مراتب پارسل کر کے بیرنگ چلتا کر دیا۔ مگر یہ کون سا بوجھ بوجھکڑ بتا سکتا ہے۔ کہ اُن کی فیاضی ٹھیک ہے۔ یا دولتمند تو کل باز رنڈیون کی بھیک۔ یہ اُن عیاش فقیرون کی قناعت کا اثر ہے۔ کہ انگوٹھا باز بوتل شاہ کی بیرول مین سے لعل بنانے کی جڑی بوٹی۔ کوٹ کوٹ کر حل کے کسبیون کے ہاتھ بغیر ہلدی۔ پھٹکری لگائے لگتی رہتی ہے ؎

دل خون گشتہ ہے رزد و حنا دیتے ہین
ہم مری جان تمہین لعل لگا دیتے ہین

اس نادار ی مین بے غرض ہو کر کسی کو خاک کی چٹکی بھی عطا کر دینا سچی فیاضی ہے۔ مگر زمانہ کا پریشان حال رنڈیون کی زلف سیاہ کی طرح اندھیر مچائے ہوئے ہے۔ کہ ہر شخص خانہ داری کی دیکھ بھال کو خال رخسار کی دیکھ بھال کی طرح ترس رہا ہے۔ اور دل ہی دل مین گھٹا جاتا ہے۔ اس تنگی کے پھیرے مین شب برات آئی۔ تو برات عاشقان برشاخ آہو۔ کی مصداق ہوگئی۔ کیونکہ ہر ایک بغیر عنقا کی بیٹا اور چیل کے موت سے کم نہیں۔

شب برات کی آمد نے ایک مہینہ پہلے ہی سے مسلمان مردون کی دست و پنجہ مین ہل چل مچا کر ایک قیامت برپا کر دی تھی۔ پٹاخون نے چھچھوندرین چھوڑ کے تماشیون کو تماشا دکھاتے ہوئے اور ہی نقشہ دکھا رکھا تھا۔ مگر دسے، پھٹا پھٹ کے غول بیابانی بنتے جاتے تھے کبھی یہان کبھی وہان۔ اینجانب کے بلد ال ہم قالب نے شب برات کو میٹھا مدنی تو خوب ٹالگا ہوگا۔ مگر اینجانب کو وہ بھول ہی گئے۔ خیر صبر و شکر کیجئے ذرا اس تر حلوے کا بھی مزا چکھئے کہ کیسا گھی پچوڑ رہا ہے لیکن لقمہ گز کا خیال رکھئے گا۔ تھوڑا سا داہنے بائین پھینک کر مُردون کے حوالے کر دیجئے۔ پھر ڈکار جائیے۔

اب کی انہوت شب برات کی تر بتر فاتحہ پر اوت پنوتن کا نام کسی ملان نے لیا ہوگا۔ جو اوت ہوگا۔ اور جہان اُس نے فاتحہ پر دم لیا ہوگا۔ وہین لوگون نے درود بڑھ دیا ہوگا۔ حضرت شب برات کے تر تراتے حلوے کا ثواب صرف مُردون کے طائر روح کو چکنا دو دینے کے لیے پہونچایا جاتا ہے۔ لیجئے اب کے حضور اینجانب بھی بوجھ دبائے بیٹھ جاتی دنیا دیکھ لی۔ اور چلتے چلاتے اپنا عوض کر بیٹھے۔ حلوے ر دلی کی بانٹ چونٹ مین رنڈیون کے حفظ مراتب کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ بازاری رنڈیون کو سخت حلوے کا کٹ ہو کا ہاتھ دیا۔ اور خانگی رانڈون کو مسٹی بھر نرم نرم حلوا۔ اور وہ بھی گرم گرم۔ وہ لے لو کر ایسی خوش ہوئی ہونگی کہ پیٹ تک تر بتر ہو گیا ہوگا۔ اور زبان اب تک چٹخارے بھر رہی ہوگی۔ واہ۔ واہ

ہم نے دیکھا ہے کہ اس شب برات کی رات کو رنڈیون کی رُوحین آتشبازی کا سانپ بن کے ہمارے تر حلوے کا ثواب آسمان پر پہونچنے سے پہلے ہی لپکتی رہی تھین۔ تو او سنو! اس شب برات پر شہر کی بہت سی رنڈیون کے کاغذ جل گئے۔ لیکن جس نے چودھوین رات کی چاندنی مین اپنی پرچھائین دیکھی ہوگی۔ اگر اس کو سر دکھائی دے گیا ہوگا تو وہ ضرور اس برس اپنے نامراد چاہنے والے کی چھاتی پر مونگ دلیگی اور اگر سر کٹا دکھ لیا ہے تو وہ اپنی فاتحہ آپ پڑھ لے۔ وہ ہنڈ لونڈے۔ شب برات آتے تک اپنی چھچھوندرون سے اُس کا دم فنا کر دین گے کیونکہ ان کی چھچھوندرین چھوٹنے کے بعد بھی چھوٹی رہتی ہین۔

ہماری کالی کلوٹی اندا ختہ تماشا خدا بیچاری کو رہتی دنیا تک رکھے بڑی ہی اچھی پیرٹ ہے۔ اس کا سو نہ رانڈ کے چرخہ کی طرح چلتا ہی رہتا ہے مگر وہ کام بگاڑ دشب برات کو سلیقہ سے نہ حلوا پکا سکی نہ چپاتیان ہان گھی روٹے کی سانی بنا آئی ہے۔ جو بنا دی اور سارے مال تال پر بجائے روغن بالائی پھیر دیا۔ آخر کو ساگ قیمہ پکا کر آگے لا رکھا۔ اس کی نسبت اینجانب نے ایک رباعی لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو ؛ ولہ جو بچہ پر جو سنہلایا ہے آج یہ ساگ

یاران ہم قالب

مقبول بارگاہ ٹوپیان

آب باران مانگنے والی ٹوپیون کی مقبولیت مین کوئی شبہ نہین - کر ان کی چیخ و پکار سے آسمان اگرچہ گر جاتا نہین - مگر برسا ضرور - لہذا گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ان ٹوپیوں میں سے جو زیادہ مقبول ہوں انہین اُن مقامات مین بھجوا دے جہان بارش بالکل نہین ہے ⁂

ہندوستان کے اکثر مقامات ایسے ہیں کہ وہان کے لوگ کھیتوں کو صبر کر چکے ہین - بلکہ مارواڑ کے بعض گاؤں قحط کے خوف سے ویران ہو گئے - لوگوں نے جب دیکھا کہ جہان تو مویشیون کے چارہ اور پانی کا بھی سہارا نہین تو وہ نکل بھاگے ⁂

ولایتی مدبرون نے یونتو برسات کی مشین ایجاد کر دی ہے - مگر اب تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں کیا - کہ جس سے آسمان کو کبڑ کبڑ لٹا دیا جاتا - اور برسات جم کر لگجاتی ⁂ (ریخ بہادر)

مرگ انبوہ جشنے دارد

مسٹروں کے دادا پیر سٹر لیفون کے باپ دادا - ایڈیٹرون کے بیڈ ماسٹر سنگم ہونے کے سامان - لنگر حوض کے قبرستان - ملک الموت کے فرشتے - کہو میان اب کہان بھاگتے ہو امان ریخ بہادر یا گھبراؤ نہین میونسپلٹی کے انسپکٹر جنرل بہادر جناب حفیظ خان صاحب رحیکٹ کا دہ گرما گرم تقرر ہوتے ہیں کہ جس سے . . . کے دہن شریف مین مارے خوشی کے پانی بھر آئے - بلکہ ہر دو دہنوں سے وق وق کی ہبر جائے تو کچھ عجب نہین - موسمو ابتداسے بارش سے اب تک صرف دو مرتبہ رحمت الٰہی نے اس خطہ پر نزول اجلال فرمایا ہے - اس طرح کو شتر کا را اس کو اور غنیمت جان کر بیٹھا شد ہزاروں بدفتر ملک الموت اطلاع دیتے ہوئے دور پر روانہ ہوئے - ماول محکمہ نام بی اسٹیشن ہر دین چند روز قیام فرما کر بہت سے ملازمین کو بہ سبب کہاتہ روزنامچہ غلط رکھنے کے معطل فرمایا اور بہتوں کو دھمکی دی - وہ وہ بیر دو افسر ہوا کرتے ہین عموماً اُن کی آؤ بھگت محکمہ والون کی جانب سے خاطر خواہ ہوا کرتی ہے - اسی طرح نام پلی والون نے بھی نشان کپڑے کئے - میلاد شریف کی پارٹیان منعقد کین رہتا تھے - زردہ و پلاؤ سے اچھی طرح تواضع کی - وہان سے سیدھا قبلہ رُخ کا ارادہ کیا - چونکہ فرسٹ لانسر زوالون کو دفتر کی صفائی کے باب مین الہام ہو چکا تھا - افسرون نے اپنا جیسٹر صاف رکھا تھا - صاحب انسپکٹر نے سرسری نظر ڈالی تو صرف بدرروکی تعمیر مین کچھ بائیان عنبن ہو گئی ہین جس پر صاحب بہادر نے باتفاق رائے آنریبل مسٹر ملک الموت ع - س - پرائیوٹ اسسٹنٹ (فرشتہ موت) پانچ چار سپاہیون کو بائیوں کی غبن کی علت مین جلا وطن فرما کر شہر خموشان بھیجدیا -

دو چار روز کے بعد فرسٹ لانسرز سے سکینڈ لانسرز امپریل کے انسپکشن کے لئے بھی جانا - صاحب ممدوح نے مع اسٹاف سر شام سائیسون کی لائن کا ملاحظہ فرمایا - لائن کی بری حالت دیکھکر چند سائیسوں کو اُن کے بال بچوں سمیت گرفتار کر لیا - اور یہ آرڈر دیا کہ تا حکم ثانی سانس نہ لینے پائین - اور نہ کہا گین بچین بلکہ تہ خانوں مین ہمیشہ کے لئے چت لیٹ جائین - علی الصباح سپاہیون کی لائن کی طرف رجوع ہوئے - ایک تو سائیسون کی جانب سے غصہ بھرا ہوا تھا ہی - دوسرا کسی افسر نے صاحب بہادر کا استقبال نہین کیا - اور نہ کوئی بنگلہ کا انتظام کیا گیا - اس سبب سے بہت بگڑے ہوئے ہیں - ان کی منزلو تو منزل صرف دہکی ایسی ہے کہ عالم بالا کی ہوا خوری کرنی پڑتی ہر روزانہ دفتر کی تنقیح ہو رہی ہے نہ معلوم کب ختم ہوگی - اس اثنا مین قطب شاہوں کی یادگار قلعہ محمد نگر جہان کہ آصفیہ فوج کے بچھے کی چھاونی ہے - وہان کے محکمہ صفائی کے ایک مقامی افسر نے فوراً سعد مین تار بھیجا ہے کہ حلقہ ذوالفقار اندرون سرائی و دروازہ کی مردم شماری امسال بمقابلہ سال گذشتہ زیادہ ہوتے ہوئے دیکھ کر دوں نے ٹیوٹیبل کا ٹیکس ادا نہین کیا - وغیرہ وغیرہ ⁂

اس ٹیلیگرام کے پہونچتے ہی صاحب بہادر نے سوتی دروازہ والے معاملہ میں ہاتھ ڈالا ہے - اور تحقیقات شروع کر دی ہے - روزانہ سات آٹھ نفر کو زندگی سے معزول کر کے بذریعہ پارسل سنگم کو بھیج رہے ہے - کہو جی اس گرم بازاری سے بڑے بڑے جری اور بہادر لوگ

اپنا آشیانہ چھوڑ کر بغرض حفاظت خود اختیاری (نہیں نہیں حفظ ما تقدم) دور دور کیمپ ڈال دئے ہیں عام لوگ اپنے اپنے مذہب کے لحاظ سے نیازیں کر رہے ہیں۔ اور دیوتاؤں کو منا رہے ہیں۔ غرض صاحب بہادر کی خاطر و مدارات میں ہمہ تن کوشاں ہیں۔ اگرچہ جابجا ہنڈیوں وغیرہ میں بڑا مر گندھک وہاں آگ کی نذر کیا جا رہا ہے۔ باتھ پو بلا اور فنائل سے ہر جگہ چھڑکاؤ سا کر دیتے ہیں۔ مگر صاحب بہادر کی خفگی جاتی نہیں۔ نہ معلوم مسٹر موصوف کا دورہ کب ختم ہو؟ اسی جانک مسلی یا مرگ مفاجات سے لوگ ایسے خوفزدہ ہیں کہ پارسل (جنازے) کے ساتھ گنتی کی صورتیں ہوا کرتی ہیں۔ عیادت اور ماتم پرسی کرنا ایسا خیال کیا جا رہا ہے جیسا کہ ملک الموت صاحب کو نبض دکھلانا ہے۔ خدا کی شان جس جگہ راتوں کو بلا خوف و خطر گشت لگایا کرتے تھے۔ وہاں اب دن دوپہر جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔

عام خیالات ہیں کہ جب تک کوئی بڑا جھڑہ نہ جھکے تب تک صاحب بہادر اپنا کیمپ نہیں اٹھائیں گے۔ یہی سبب ہے کہ فوج کے افیسر صاحبوں کے جی چھوٹ گئے ہیں۔ اور یہ نعرہ قاری اصحاب کے ورد زبان رہا کرتا ہے۔ کہ جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔ اے پروردگار عالم! غربا کی جانوں کا۔ اور افیسروں کی پیاری جانوں کا تو نگہبان ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ صاحب بہادر کا دورہ جلد ختم ہو جاوے۔ اگر دورہ ختم نہ ہو سکے تو یہاں سے وہ اپنا کیمپ ہی اٹھا لے جائیں ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰحضرت حضور پرنور جو طغیانی کے زمانہ میں اپنی غریب رعایا کے ناگفتہ بہ حالات پر نظر کر کے آنسو بہا رہے تھے اور ہمدردی کا ثبوت دے رہے تھے اب بھی جناب ہیضہ خان بہادر کا کیمپ برخاست ہونے کے لئے فلک پر سے اے توبہ فلک تا پر سے دعا فرما رہے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ ایسے ہمدرد رعایا پرور بیدار مغز بادشاہ اسلام کی دعا مقبولیت کے زینہ پر پہنچ جائے۔

ہاں میاں سچ کہو تو اس پروگرام کی سماعت سے آپ کی طبیعت نے مالش تو کی ہوگی۔ بہتر ہے کہ ڈبک کمپنی کے زور دار سوڈا واٹر کو حلق سے کھینچ لیجئے گا۔ ورنہ خدانخواستہ متفرعی کی لہر جائے تو جناب کے مخالفین کے گھر گھی کے چراغ جلیں گے۔ ناظر ایک [illegible]

شب برات ہوگئی

آئیے آئیے میاں شبراتی صاحب کہیے مزاج تو آپ کا اچھا رہا۔ بعد مدت کے آپ سے ملاقات ہوئی۔ ہم تو کہتے تھے کہ خواہ طاعون ہو یا ہیضہ ہزاروں آدمی سرکیں دنیا لاکھ گھن چکر کی طرح گھومے۔ ہزاروں رنگ بدلے۔ مگر لاکھ میں اور کروڑ میں میاں شبراتی آویں اور آویں آخر یہی ہوا کہ دھم سے آموجود ہوئے۔ جب لڑکے پٹاخے وغیرہ چھوڑنے لگے تھے۔ تب ہی میں نے سب کے موہنہ پر چٹ سے کہہ دیا تھا۔ کہ شاید میاں شبراتی کی آمد ہے۔ اخاہ آج تو آپ لدے پھندے ہوئے نظر آ رہے ہیں ایک جھولی میں حلوا دوسری جھولی میں سوئیاں اور ہاتھوں میں آتشبازی وغیرہ ہیں۔ آپ نے بڑی نظر عنایت کی کہ ہندو مسلمان۔ لڑکے اور بوڑھے۔ جوان سب کی طبیعت خوش کر دی۔

واہ حضرت۔ آپ آدمی کام کے ہیں معلوم بڑے عقیل ہیں۔ ایسی چیز لائے جس کو لڑکے۔ بوڑھے۔ جوان سب کھا سکیں۔ ادہر پر سب کی پسند جن کے موہنہ میں دانت اور نہ پیٹ میں آنت۔ وہ بھی ڈکار دے کر ہضم کر لیں گے۔ حلوا اور سوئیاں دونوں چیزیں آپ نے سوچیں خوب! ہندو مسلمان سب شریک ہو گئے۔ اتفاق پیدا کرنے کا نرالا ڈھنگ نکالا۔ حلوا اور شب برات ایک ہی دن کر دی۔ لڑکوں کے واسطے بھی اچھا شغلہ تجویز کیا کہ آتشبازی چھوڑیں۔ خوش ہوں اور میری آمد کا بھی شور ہو۔ واللہ مجھ کو آپ سے بلا وجہ اس قدر محبت ہے کہ جی میں آتا ہے۔ کہ بس آپ کو خوب اچھی طرح زور سے چمٹا کر ساری ہڈیاں پسلیاں تڑاق پڑاق کر دوں۔ یا گلے سے لگا کر کسی بلندی پر سے دھم سے پھینک دوں مگر مجبور ہوں۔ طبیعت اچھی نہیں ہے۔ کچھ ایسا سرد پڑ گیا ہوں کہ اس گرم جوش محبت میں بھی کچھ اثر نہیں۔ مگر آپ آئے ہیں تو کیا۔ ایک ہی دن رہ کر ہوائی ہو جاتے ہیں۔ اور جاکر ہم کو پھونک دیتے ہیں۔ مگر دیکھئے آپ جو جاتے ہیں تو رمضان خان صاحب سے نہ کہئے گا کہ میں اس طرح گیا اور میری یوں خاطر کی گئی۔ آمد آمد کا شور تھا۔ آتشبازیاں چھوڑی گئیں اور حلوا دیجئے گا۔ ورنہ سمجھ جائیں گے۔ اور جل کر خفا ہوں گے۔ تو ان سے انتقام کچھ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ اور جب ان کی خاطر میں کمی ہو گی تو نہ خود کھانا کھائیں گے۔ نہ کسی کو کھانے دیں گے۔ فاقوں سے نیم جان

کر دین گے۔ ہم کئی سال سے یہی دیکھ رہے ہین۔ بس جائیے خدا حافظ لیکن دو چار ٹوٹے پھوٹے اشعار ملاحظ فرمایئے۔

اشعار حلوا

بعد مدت کے جو شبرات کا پایا حلوا ۔ ہم نے جھگلا کے بڑے لطف سے کہا یا حلوا
کہدیا سیٹی ہین سب گون نے کہا حلوا ۔ جیٹ جب بہر چکے جیبون میں چہا یا حلوا
یہی ظاہر تہا کہ ان سب کا ہے گویا حلوا ۔ مفت خورون نے مزا اسطرح کہا یا حلوا
آپ نے مزم کا اسی واسطے پایا لایا ۔ ہم نے کس لطف و تکلف سے بنایا حلوا
ہے حلوا ہمیں بہتا بہت عاجز جہان ۔ کیون نہ جیون کے یہان آ پنے کہا یا حلوا
دی آ آ کے یہ کہتے ہین ہر کسکے در پر ۔ لیجے آ گئے فلان گہر سے ہے آیا حلوا
کہدیا ہمنے کہا لبلبلہ مسید ین سب ہو ۔ موقوف نائی کے کج ہمنے ہے پایا حلوا
نائی کہاتے تہے ہر سال بڑی چار چہتے ۔ لیکن چالاکی سے امسال نہ پایا حلوا

مجہہ کو ہر دم یہی رہ رہ کے خیال آتا ہے
شیخ صاحب کے یہان سے نہیں آیا حلوا

الراقم۔ ہدایت علی گسوانی

دردا کہ ز قید ستم آزاد نہ گشتم
یک لحظہ ز غم ہائے جہان شاد نہ گشتم

مسٹر پنچ۔ ارے یار کیا کہوں ؎

سناؤن تو سناؤن۔ اور کہوں تو کیا کہون تم سے
گرو یا کرتے ہین میری مصیبت دیکہنے والے

واللہ مہینون سے میان ہیضہ خان صاحب مع اپنے والد صاحب یہان اپنا ڈیرہ ڈیرہ جمائے ہوئے ہین اور ہمارے سہسرام جیسے چہوٹے شہر کی ایسی نازک اور خوفناک حالت بنا رکھی ہے۔ کہ خدا ہی حافظ و ناصر ہے ایسی ایسی نایاب اور حسین صورتیں تو دہ خاک بن رہی ہین کہ الامان۔ الحذر جس وقت سنا کہ فلاں نے قضا کی۔ اور فلان کو سر دست دو چار دست آ گئے۔ دل دھک سے ہو گیا۔ جگر کانپنے لگا۔ طبیعت بگڑ گئی۔ اُف اللہ اپنا فضل کرے۔ مسٹر پنچ باور کرو۔ سچ کہتا ہون۔ جس شخص سے صبح کو خوب گپ چہرے اوڑے ہین۔ شام کو انہیں حضرت کو خاک مین ملا آئے۔ ہائے ہائے۔ بس اب ایجناب علیہ الرحمۃ سے کہان دیکہا جا سکتا تہا۔ طبیعت مین وحشت پیدا ہو گئی۔ دل گہبرانے لگا۔ خوف اور پریشانی سے ایسا سو گہبرا گیا ہوں کہ یہ شعر صادق آتا ہے ؎

لاغر ایسا ہون میں سلطان۔ کہ اگر موت آئے
خانہ مور مین ہو جائے گا مدفن اپنا

مسٹر پنچ۔ انہیں سبب تردد ات۔ مشکلات سے سہسرام کو تہوڑے دنون کے لئے خیر باد کہنا پڑا۔ اور اسلئے ایجناب علیہ الرحمۃ مع متعلقین کے گیا جی میں مقیم ہین۔ مگر یا۔ یہان بہی وہ بے چینی اور پریشانی دور از من نرشد۔ بلکہ صبح سے شام تک۔ اور شام سے رات بہر طبیعت بے چین رہتی ہے۔ عجیب کشمکش مین مبتلا ہوں۔ کچہہ بنائے نہیں بنتا۔

ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکہئے کس دوست کا خط آتا ہے اور کس کی خبر مرگ اور علالت کی خبر (نعوذ باللہ) گوش گذار ہوتی ہے۔ ع

کبہی نہ چین سے رہنے دیا فلک نے ہمین

خیر مسٹر پنچ انشاء اللہ ذرا دل کی وحشت دور ہو۔ اور طبیعت سنبہل لے پہر تو ایجناب علیہ الرحمۃ ہین اور آپ۔ ابہی عرش سے بہی دو چار گز اوپر اور قیامت سے بہی دو چار سو برس آگے کی خبرین اوڑا کر نہ لاؤن تو پنچ کے نامہ نگارون کا ذمہ۔ مجہے اس منتشر اور متفکرانہ حالت مین بہی ایک غزل اپنے حسب حال تمہارے پیش نظر کے سامنے ہے۔ زیادہ والسلام۔ فی الرخصت۔ آیندہ بشرط دور ہونے وحشت۔

غزل

ہیضہ نے ہے ستایا۔ اب رحم کر خدایا ۔ دم ناک میں ہے آیا اب رحم کر خدایا
مظلوم اور بیکس کہتا یہی ہے ہر کس ۔ اب رحم کر خدایا۔ اب رحم کر خدایا
لاکہوں حسین نازک مرے گئے ہین بے تمک ۔ کیا قہر اس نے ڈہایا اب رحم کر خدایا
بچے یتیم سارے بن باپ کے ہین ٹوٹے ۔ بیوون نے غل مچایا اب رحم کر خدایا
ہیضے کے ڈر سے سارے گہر چہوڑ کر ہین بہاگے ۔ خوف ایسا ہے سمایا اب رحم کر خدایا
جاتا نہیں یہ موذی ہم کیا کرین الٰہی ۔ بکرا بہی ہے چڑہایا۔ اب رحم کر خدایا
حسرت برس رہی ہے ایوان و در پہ سبکے ۔ ہے ابر غم کا چہایا۔ اب رحم کر خدایا
ننگے سر دلخ ایسا اودھم ہے کیوں مچایا ۔ سر مین ہے کیا سمایا۔ اب رحم کر خدایا
کیا کر سکے گورمنٹ حیران ہے وہ سلطنت ۔ آفت مین ہے رعایا اب رحم کر خدایا

ہے نام تیرا رحمان۔ اللّٰہ ہو مہربان
فریاد ہے یہ لایا۔ اب رحم کر خدایا

الراقم حمی یونہی گر اس کی ڈولی رہے گی تو ڈکا بیکو دنیا گوٹی رہے گی